سوال

(19) عمل تقلیدی کسی حجت شرعیہ میں سے ہے یا نہیں؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اضعف العباد نجم الدین مرشد آبادی بحکم آیت کریمہ ولا تلبسوا الحق بالباطل (حق کو باطل سے نہ ملاؤ) مقلدوں سے سخت ایذا پانے کے بعد نہایت مضطر ہوکر علمائے دین محمدی سے سوال کرتا ہے کہ عمل تقلیدی کسی حجت شرعیہ میں سے ہے یا نہیں۔ بینوا بالحق ولا تکتموا الحق۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

عمل تقلیدی کسی ایک حجت شرعیہ میں سے نہیں ہے یعنی عمل بقول اس شخص کے کرنا کہ جس کا قول بلا دلیل شرعی کے حجت نہ ہو، اس کو عمل تقلیدی کہتے ہیں اور تقلید کی تعریف یہ ہے۔ التقلید[1] العمل بقول الغیر من غیر حجۃ متعلق بالعمل والمراد بالحجۃ حجۃ من الحجج الاربع کذا فی کتب الاصول الحنفیہ وغیرہا کما لا یخفی علی الماھر بالاصول۔ پس تقلید کی تعریف سے حسب اصطلاح مقلدین کے واضح ہوکہ عمل تقلیدی دلائل اربع یعنی کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ واجماع صحابہ ومجتہدین وقیاس صحیح مجتہدین مسلم الاجتہاد سے خارج ہے اور یہ عمل تکلیفی شرعی اصلاً نہیں اور جو عمل بلا ادلہ اربعہ کے پایا جائے وہ عمل تکلیفی شرعی نہیں، وہ شرعاً مردود وباطل ہے پس عمل تقلیدی بھی مردود اور باطل ہوا، الحمد للہ کہ بے اصل شرعی ہونا تقلید کا بموجب اصطلاح مقلدین کے ثابت ہوا اور یہ مقلدین پر سخت حجت ہے۔ کما[2] لا یخفی علی المتفطن المنصفن بالماھر بالشریعۃ المحمدیۃ۔

امام فخرالدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ یہ ایت دلالت کرتی ہے کہ ماسوائے ادلہ اربعہ (یعنی کتاب سنت، اجماع، قیاس) کے جو دلیل ہے، وہ مردود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ہر ایک متعلق ایک خاص معین ہدایت کی ہے اور کسی مکلف کو جائز نہیں ہے کہ ان چار دلیلوں کے سوا کسی اور چیز سے استدلال کرے، جب یہ بات ثابت ہوگئی تو ہم کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ کے ''استحسان'' اور امام مالک کے ''استصلاح'' سے مراد اگر انہیں چاروں امور میں سے کوئی چیز ہے تو یہ صرف الفاظ کا ہیر پھیر ہے اور اگر اس کے سوا اور کوئی چیز ہے تو یہ بالکل باطل ہیں اور آیت اس کے بطلان پر صاف دلالت کررہی ہے۔ ''اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول'' الآیۃ کے تحت تفسیر کبیر کا مضمون ختم ہوا۔

امام شوکانی کہتے ہیں، کہ میں نے اپنے رسالہ ''القول المفید فی حکم التقلید'' میں چاروں اماموں کے تقلید کی ممانعت کے بارے میں اقوال نقل کئے ہیں ہم یہاں اس بحث کو لمبا کرنا نہیں چاہتے، اگر تقلید کی ممانعت میں اجماع نہیں ہے تو بہرحال جمہور کا مسلک یہی ہے اور جمہور کا مسلک اس پر اجماع ہے کہ مردوں کی تقلید منع ہے اور مجتہد کو عدم دلیل کے موقع پر اپنی رائے پر عمل کرلینے کیا جازت ہے اور اس پر اجماع ہے کہ کسی دوسرے کو اس کی رائے پر عمل کرنا جائز نہیں ہے، ہدایۃ السائل کے بیان کے مطابق یہ دونوں اجماع تقلید کی جڑیں کاٹ رہے ہیں۔

اور برعکس وخلاف اس کے ہر مقلد بمجرد تقلید آباء واسلاف کے فریفتہ اور مغرور ہوکر کتاب اور سنت سے ستیزہ کناں اسی تقلید بلا دلیل پر اڑا ہوا اپنے خیال خام اور ہوس نافرجام پر

شادان ونازان ہے، چنانچہ آیت کریمہ کل حزب بمالدیھم فرحون ایسے ہی مقلد متعصب پر مشعر اور مخبر ہے۔ وہ ذرا غور اور فکر نہیں کرتا کہ تقلید بلا دلیل درمیان محق اور مبطل کے امر مشترک فیہ ہے اس لیے کہ ہر فرقہ کہ جس کی تقلید بلا دلیل کرتا ہے اس و اچھا جانتا ہے اور دوسرا فرقہ، فرقہ ادلے کے مقابلے اس کے بر عکس سمجھتا ہے، پس اگر یہ تقلید بلا دلیل فی نفسہ مفضی الی الحق والصواب ہو توشئے اور نقیض شئے کا حق اور صواب پر ہونا لازم آتا ہے اور اسی کو اجتماع نقیضین کہتے ہیں کیونکہ ہر شخص اپنے مقلد کو اچھا اور دوسرے کو ناپسند رکھتا ہے اور یہ امر بالبداہت شرعاً اور عقلاً بلاریب باطل ہے۔ ولایلقھا الا العالمون، اور اسی سب سے اللہ جل شانہ نے جابجا اپنے کلام پاک میں تقلید بلا دلیل کو رد کیا ہے، خاص کر سورہ زخرف میں زیادہ تر تقلید بلا دلیل کی شناعت اور مذمت فرمائی ہے۔

وہ کہتے ہیں، کہ اگر خدا چاہتا تو ہم اس کی عبادت نہ کرتے، ان کو اس کا کوئی علم نہیں، وہ محض تک بندی کرتے ہیں کیا ہم ان کو اس سے پہلے کوئی کتاب دی ہے، جس سے وہ دلیل لیتے ہوں، بلکہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے آباء و اجداد کو اسی طریقہ پر پایا، سو وہ ان کے کھوجوں کی پیروی کررہے ہیں، ایسا ہی ہم نے تجھ سے پہلے کوئی پیغمبر بھی ایسا نہیں بھیجا جس کو اس کی امت کے دولت مندوں نے یہ نہ کہا ہو کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طریقہ پر پایا ہے، سو وہ ان کے نشانات کی پیروی کررہے ہیں، کہا اگرچہ میں تمہارے باپ دادا کی راہ سے بہتر راہ تم کو دکھلاؤں، کہنے لگے ہم تمہاری تعلیم ہی کے منکر ہیں، سو ہم نے ان سے انتقام لیا، آخر آیت تک مدعا یہ ہے کہ کیا ان لوگوں نے اس طریقہ باطل کو قرآن سے پہلے کی نازل شدہ کسی کتاب سے معلوم کیا ہے جس کی وجہ سے وہ اعتماد کئے بیٹھے ہیں اور یہ بطریق استفہام انکاری کے ہے اور جب یہ ثابت ہوگیا کہ اس کی کوئی نقلی اور عقلی دلیل نہیں ہے تو ضرور ہے کہ یہ طریقہ باطل ہو، پھر فرمایا انہوں نے کہا ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طریقہ پر پایا ہے اور مقصود یہ ہے کہ ان لوگوں کے اس ان صاف دلائل کا کوئی جواب سوائے تقلید آباء کے نہیں ہے اور پھر فرمایا کہ یہ جاہلوں کا تقلید کا طریقہ بہت پرانے زمانے سے چلا آرہا ہے کہ آپ سے پہلے جتنے بھی رسول آئے ہیں، ان کو ان کی قوم کے دولت مندوں نے یہی باپ دادا کی تقلید کا جواب سنایا ہے۔

صاحب کشاف کہتے ہیں، کہ اگر قرآن مجید میں صرف یہی آیات ہوتیں تو بھی تقلید کی تردید کےلیے کافی تھیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کفار کے پاس اپنے دین باطل کے اثبات کے لیے سوائے تقلید آباء کے اور کوئی عقلی یا نقلی دلیل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس تقلید کو مذمت کے انداز میں بیان فرمایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ تقلید کا مسلک باطل ہے اور عقلی حیثیت سے بھی تقلید میں دونوں امکان ہیں، ہوسکتا ہے کہ مقلد حق پر ہو اور ہوسکتا ہے کہ باطل پر ہو، کیونکہ اقوام دنیا میں ایک دوسرے کے طریق کے بالکل مخالف تقلید کرنے والے موجود ہیں، تو اگر تقلید امر حق ہوتا تو لازم آتا کہ شے اور نقیض شے دونوں حق ہوں اور یہ صریحاً باطل ہے۔ تفسیر کبیر کا خلاصہ ختم ہوا۔

اور نیز دوسری دلیل بطلان تقلید پر یہ ہے کہ قول بوجوب تقلید موجب منع تقلید سے ہوگا اور جو چیز مفضی ہو اس کا ثبوت طرف نفی اس کی کہ (یعنی ہر مقلد دوسرے مقلد کی تقلید کو نفی اور ناپسند کرتا ہے) تو وہ باطل ہے اس قول سے بطلان تقلید کا واجب ہوا۔

اور جب ابراہیم علیہ السلام نے پنے اولاد سے کہا کہ میں تمہارے معبودوں سے بیزار ہوں، مگر اس اللہ سے جس نے مجھے پیدا کیا، وہ میر راہنمائی کرے گا، آخر آیات تک، پہلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ ان کے پاس ان باطل اقاویل کی تائید میں سوائے تقلید آباء کے اور کوئی دلیل نہیں ہے، پھر فرمایا تقلید کی راہ تو باطل ہے اور دلیل کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے، یہاں ایک اور انداز سے تقلید کی تردید فرمائی ہے اور اس کی تقریر کی دو صورتیں ہیں۔ پہلی صورت تو یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ دادا کی تقلید کو چھوڑ دیا تھا اور دلیل کی طرف رجوع کیا تھا اور دوسری یہ کہ تقلید کی دو ہی صورتیں ہوسکتی ہیں یا تو تقلید حرام ہوگی یا جائز، اگر حرام مان لیا جائے تو قصہ ختم ہوا اور اگر جائز تسلیم کیا جائے، تو پھر بہتر باپ کی تقلید کرنا چاہیے اور یہ تو معلوم ہی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام بہترین باپ تھے اور ان کی تقلید یہ ہے کہ تقلید کو چھوڑ کر دلیل کی طرف رجوع کیا جائے تو معلوم ہوا کہ وجوب تقلید، تقلید کی ممانعت کرتا ہے اور جس چیز کا ثبوت اس کی نفی کی طرف لے جائے تو وہ چیز باطل ہوگی، لہٰذا تقلید باطل ہوئی۔ تفسیر کبیر کا خلاصہ ختم ہوا۔

سورہ ص میں ہے کہ ان کو اس بات کا تعجب ہوا کہ انہی میں سے ایک پیغمبر ان کے پاس آگیا، کافروں نے کہا یہ تو جھوٹا جادوگر ہے۔ اس نے اتنے خداؤں کا ایک ہی خدا بنا دیا، یہ بڑی عجیب بات ہے، سردار اُٹھ کر چلے گئے اور کہنے لگے اُٹھو، اور اپنے معبودوں کی عبادت پر جمے رہو، اس کی یہ ایک سوچی سمجھی سکیم ہے، ہم نے پچھلے دین میں یہ باتیں کبھی نہ سنی تھیں، یہ ایک بناوٹی چیز معلوم ہوتی ہے'' ان کے تعجب کی بنیاد دو چیزوں پر ہے۔ پہلی یہ کہ وہ لوگ نظر واستدلال کے اہل نہیں تھے۔ بلکہ ان کے اوہام محسوسات کے تابع تھے، جب انہوں نے مشاہدہ کیا کہ ایک آدمی ایک کثیر تعداد آدمیوں کی حفاظت و نگرانی نہیں کرسکتا ہے تو کہنے لگے کہ ایک خدا اتنی خلقت کی حفاظت کیسے کرسکتا ہوگا۔ ضروری ہے کہ اتنی دنیا کی حفاظت

کے لیے بہت سے خدا ہوں اور دوسری چیز یہ تھی کہ ان کے آباء و اجداد اپنی کثرت تعداد اور قوت عقول کے باوجود شرک پر جمے ہوئے تھے، تو کہنے لگے اتنی اقوام اپنی کثرت اور قوت عقول کے باوجود باطل پر کیسے رہ سکتی ہیں اور یہ ایک آدمی کیسے حق پر ہو سکتا ہے، میں کہتا ہوں، اگر شاہد کے حکم کو غائب پر محمول کیا جائے اور دلیل سے صرف نظر کرلیا جائے تو پہلا شبہ سچا ہوگا اور جب ہم اس کو جھوٹا معلوم کر چکے ہیں تو معلوم ہوا کہ شاہد کے حکم کو غائب پر محمول کرنا درست نہیں ہے، جب یہ قاعدہ ختم ہوا تو ذات اور صفات خداوندی میں مشبہ کا قول باطل ٹھہرا۔ ذات میں تشبیہ کے قائل کہتے ہیں کہ عالم شہود میں ہر چیز کا ایک جسم ہے، تو لاسم ہوا کہ غیر مرئی خدا بھی جسم ہو اور صفات میں مشبہ کہتے ہیں فلاں کام چونکہ ہماری نسبت سے بُرا ہے، تو ضروری ہے کہ خدا سے بھی وہ کام بُرا سمجھا جائے، ہماری اس تقریر سے معلوم ہوا کہ ذات و افعال میں اگر مشبہ کا قول درست تسلیم کرلیا جائے تو کفار کی بات درست ہوگی اور اس کا باطل ہونا جب معلوم ہو چکا ہے تو معلوم ہوا کہ مجسمہ اور معتزلہ کا کلام باطل ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر تقلید صحیح ہوتی تو یہ شبہہ بھی درست ہوتا اور جب یہ باطل ٹھہرا تو لازماً تقلید بھی باطل ٹھہری، تفسیر کبیر کا مضمون ختم ہوا۔

پس قول امام رازی سے صاف واضح ہوا کہ اگر تقلید بلا دلیل صحیح اور حق ہو تو مشبہ فرقہ مجسمہ و کلام معتسلہ کا بھی حق ہو، حالانکہ قول و شبہ ان دونوں فرقوں کا باطل ہوا تو تقلید بلا دلیل بھی باطل ہوئی اور خدا تعالیٰ سورہ یونس میں فرماتا ہے۔ ق الوا[3] اجئتنا لتلفتنا عما وجدنا علیہ اباءنا وتکون لکما الکبریاء فی الارض وما نحن لکما بمؤمنین اعلم ان حاصل ھذا الکلام انھم قالوا لا نترک الدین الذی نحن علیہ لانا وجدنا اباءنا علیہ فقد تمسکوا بالتقلید ودفعوا الحجۃ الظاھرۃ بمجرد الاصرار انتہی ما فیا لکبیر مختصرا بقدر الحاجۃ۔

اور سورہ ہود میں فرمایا ہے۔ قالوا[4] یا شعیب اصلوتک تامرک ان نترلہ من یعبد اباءنا اوان نفعل فی اموالنا ما نشاء وقد اشاروا فیہ الی التمسک بطریقۃ التقلید لانھم استبعدوا منہ ان یامرھم بترک عبادۃ ما کان یعبد اباؤھم یعنی الطریقۃ التی اخذناھا من اباءنا واسلافنا کیف نترکھا وذلک تمسک بمحض التقلید انتہی ما فی التفسیر الکبیر مختصرا بقدر الحاجۃ۔

وایضا سورہ صافات میں تحت آیت فھم علی اثارھم یھرعون کے امام رازی لکھتے ہیں، والمقصود[5] من الایۃ انہ تعالیٰ علل استحقاقھم للوقوع فی تلک الشدائد کلھا بتقلید الاباء فی الدین و ترک اتباع الدلیل ولو لم یوجد فی القرآن ایۃ غیر ہذہ الایۃ فی ذم التقلید لکفی انتہی ما فی التفسیر الکبیر بقدر الحاجۃ۔

اب تحریر بالا سے ماہران شریعت غرا پر مخفی نہ رہے کہ جب مذمت و قباحت تقلید بلا دلیل کی کلام ربانی سے قطعاً ثابت ہوئی تو مسلمان دیندار، تقویٰ شعار پر از راہ وجوب محبت و اطاعت خالق اکبر اور رسول اطہر کی ماننا کلام ربانی کا اور بدل وجان تصدیق کرنا اس کا درباب ذم تقلید بلا دلیل کے فرض اعتقادی و عملی ہوا والا ساتھ شقاق و نفاق کے منسوب ہوگا اور دائرہ اسلام سے باہر۔ بنا بر اس کے کہ محب مطیع پر اطاعت و تابعداری محبوب مطاع کی واجب ہے، چنانچہ اس پر آیت کریمہ والذین[6] امنوا اشد حبا للہ وغیرہا من الایات شاہد عدل ہیں اور اطیعوا اللہ[7] واطیعوا السول فرض ہے اور حاکم مطلق اللہ تعالیٰ ہے اور ہر گاہ حاکم مطلق نے تقلید بلا دلیل کو باطل اور مذموم فرمایا تو مخلوق محکوم پر فرمانبرداری حاکم مطلق کی فرض ہوگی اور بے حکم حاکم کوئی امر اپنی طرف سے نکالنا اور اس کو نیک سمجھتا اور اس پر چلتا تو نہایت قبیح اور فضیح متصور ہوگا اور مشاقت اور مخالفت حاکم کی لازم ہوگی کیونکہ باذن اللہ نہیں ہے۔ اور قرآن میں فرمایا ہے وما[8] ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ ای بامر اللہ لان طاعۃ الرسول وجبت بامر اللہ کذا فی المعالم وغیرہ من التفاسیر۔

پس قول بلا دلیل پر تقلید کرنا کسی عالم کی اگرچہ وہ بڑا نامی کامی ہو باطل ہے اور موجب نارضامندی خدا اور رسول کا ہوگا۔ چنانچہ آیت کریمہ سے اظہر من الشمس ہے اور کور باطن کو نہ سوجھے تو آفتاب عالم تاب کا کیا قصور اسی واسطے سارے ال اصول لکھتے ہیں الحاکم[9] ھوالذی صدر الحکم منہ ولا حکم الا من اللہ تعالیٰ کذا فی مسلم الثبوت وھکذا فی تحریر ابن الھمام اور حکم خطاب ہے اللہ تعالیٰ کا کہ جو متعلق ہے ساتھ فعل مکلف کے، چنانچہ مسلم الثبوت کتب اصول میں بہ تفصیل مذکور ہے، اور دلیل اس پر قرآن شریف ہے۔ ان[10] الحکم الا للہ ولیس لغیر اللہ حکم واجب القبول ولا امر واجب الالتزام بل الحکم والامر والتکلیف لہ تعالیٰ شانہ انتہی ما فی التفسیر الکبیر مختصرا۔

پس آیت کریمہ اور نیز کتب اصول ہر چہار مذہب سے صاف واضح ہوا کہ تقلید بلا دلیل حکم الٰہی سے خارج اور مذموم و قبیح ہے جیسا کہ اوپر آیت اور تفسیر سے اس کا بیان شافی و کافی ہو چکا تو اب ہر مسلمان طالب حق کو بہت غور و فکر چاہیے کہ مقلدین مقابلین ورطہ دریائے تقلید ناپیدا کنار میں حضت نوح علیہ السلام کے زمانہ سے لغایت حال غرق ہوتے چلے آئے ہیں، پھر بھی مقلدین زمانہ حال کے نصوص قرآنی میں نظر کر کے عبرت نہیں پکڑتے اور خواہ مخواہ مصداق آیت کریمہ لھم قلوب لا یفقھون بھا الی اخرہ (ان کے ایسے دل ہیں جن سے سمجھتے نہیں ہیں) کے ہوتے ہیں۔ صد حیف کیونکہ تقلید بلا دلیل ایسی پوچ و لچر و محض بے اصل ہے کہ خدا تعالیٰ نے معرفت توحید و رد شرک و کفر و معرفت رسالت رسول اللہ ﷺ میں بمجرد تقلید انبیاء سابقین کے اکتفا نہ کیا، بلکہ اوپر اثبات صانع و رد شرک و ثبوت نبوت رسول مقبول ﷺ کے دلائل قاہرہ گوناگوں جا بجا اپنے کلام میں قائم کیے اور مقلدین

متعصبین کوکہ جودلائل شرعیہ ماانزل اللہ پر اصلا نظر و فکر نہیں کرتے تھے، طرح طرح کے الزامات دیئے، چنانچہ ماہران قرآن شریف پر ہویدا و آشکارا ہے۔

تفسیر کبیر میں آیت ان کنتم فی ریب ممانزلنا علی عبدنا الخ کے تحت لکھا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے وجود صانع پر زبردست دلائل قائم کئے اور شریک کے وجود کو باطل ٹھہرایا تو اس کے بعد نبوت محمدیہ کو ثابت کیا اور چونکہ حضور کی نبوت قرآن کے معجزہ ہونے پر موقوف تھی، تو قرآن کے معجزہ ہونے پر دلائل قائم کئے اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے توحید اور نبوت کی معرفت میں تقلید کا طریق اختیار نہیں فرمایا۔

اور جو سادہ لوح عالم زمانہ حال کا یہ قول ہے کہ مجھے تقلید کافی ہے اور دلائل میں غور و خوض کی کچھ ضرورت نہیں، کیونکہ میں مقلد ہوں اور مقلد کو دلیل سے کیا کام، سو یہ قول اس کا اس لئے باطل و مردود ہے کہ دین میں ہر مکلف مومن باللہ والیوم الاخر پر دلائل کی طرف مہما امکن بقدر استعداد نظر کرنا لابید و ضرور ہے، چنانچہ صاحب تفسیر کبیر نے سورہ جاثیہ کی آیت کریمہ ''فبای حدیث بعد اللہ و آیاتہ یؤمنون'' کے تحت لکھا ہے کہ جو قرآن کی آیات سے فائدہ اٹھا سکتا ہو، اس کو اس کے علاوہ اور کسی چیز سے فائدہ اٹھانا درست نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے قول کی تردید کردی جو کہتے ہیں کہ تقلید کافی ہے اور بیان فرمایا کہ عقل مند کے لیے ضروری ہے کہ دلائل میں غور کرے۔

اور امام ابوحنیفہ سے منقول ہے کہ انہوں نے اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ اگر تم کو دلیل ملے یعنی اگر دلیل شرعی کتاب اور سنت سے تم پر ظاہر ہو تو اس پر عمل کرو اور میرے قول بلا دلیل کو چھوڑ دو، چنانچہ در مختار اور طحاوی وغیرہ سے واضح ہوتا ہے۔ ق ال[11] لاصحابہ ان توجہ لکم دلیل فقولوا بہ انتہی مافی الدر المختار مختصراً ای ظہر لکم فی المسئلۃ وجہ الدلیل علی غیر ما اقول انتہی مافی الطحطاوی، اب جو کوئی کہے کہ یہ آیات کفار کے حق میں وارد ہیں، تو وہ بڑا جاہل اور بے وقوف ہے کیونکہ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص محال کا، جیسا کہ جا بجا کتب احادیث و کتب اصول فقہ و استدلالات صحابہ کرام سے واضح ہوتا ہے اور اس بارہ میں صاحب تفسیر اتقان نے بہت کچھ لکھا ہے کما لایخفی علی الماہر بالشریعۃ الغراء اور کچھ بطلان اس کا تفسیر عزیزی سے لکھا جاتا ہے۔

چہارم آنکہ دریں آیت اشارہ است بابطال تقلید بدوطریق اول آنکہ از مقلد باید پرسید کہ ہر کرا تقلید می کنی نزو تو محق است یا نے اگر محق بودن اورانمی شناشی، پس باوجود احتمال مبطل بودن اوراچرا اورا تقلید می کنی واگر محق بودن اومی شناشی پس بکدام دلیل می شناشی، اگر بتقلید دیگری می شناسی سخن دران خواہد رفت و تسلسل لازم خواہد امد واگر بہ عقل می شناسی، پس آن راچرا در معرفت حق صرف نہ می کنی وعار تقلید بر خود گوارا میداری، طریق دوم آنکہ کسے راکہ تقلید می کنی اگر این مسئلہ را او ہم بہ تقلید دانستہ است، پس تو و او برابر شدید و راچہ ترجیح ماند کہ تقلید اومی کنی، واگر بدلیل دانستہ است پس تقلید وقتے تمام می شود کہ تم ہم آن مسئلہ را بہمان دلیل بدانی والا مخالف او باشی نہ مقلد او وچون تو ہم آن مسئلہ را بدلیل دانستی تقلید ضائع شد انتہی مافی التفسیر العزیزی۔

اے مسلمانو! تم قرآن وغیرہ سے تقلید بلا دلیل کی مذمت اور برائی تو سن چکے اب کتاب و سنت پر بدل و جان مستعد اور مستقیم ہو جاؤ کہ تم کو سرکار عالی جاہ سے جنت نعیم یعنی عیش و آرام ابدی کا مکان عنایت ہوگا۔ یاایہا[12] الناس قد جائکم برہان من ربکم وانزلنا الیکم نورا مبینا الایۃ والبرہان ہو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانما سماہ برہانا لان حرفتہ اقامۃ البرہان علی تحقیق الحق وابطال الباطل والنور المبین ہو القرآن وسماہ نورا لانہ سبب لوقوع نور الایمان فی القلب۔ انتہی مافی الکبیر مختصرا۔

تنبیہ :

رجوع کرنا طرف قاضی یا فتویٰ مفتی کے یا حکم کرنا قاضی کا اوپر شہادت شاہدان عدول کے یا اتباع اولی الامر کا بدلیل شرعی ہے۔ اس کو تقلید اصطلاحی مقلدین نہیں کہتے، کیونکہ تقلید اصطلاحی یہ ہے کہ گلے میں پتہ ڈال کر بلا دلیل ایک شخص کا ہو رہنا اور اسی طرح عمل اوپر روایت راوی حدیث متصل مرفوع کے بدلیل شرعی ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ فلیبلغ الشاہد الغائب الحدیث (جو حاضر ہو وہ غائب کو پہنچا دے) اور جو مفتی یا قاضی سے غلطی سے واقع ہو جائے تو رجوع طرف قرآن و حدیث کے ضرور ہے، جیسے کہ فرمایا خدا تعالیٰ نے فان[13] تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول الی اخر الایۃ۔ وما علینا الا البلاغ۔ واللہ اعلم۔

بالصواب فاعتبروا یا اولی الالباب۔ اللہم لک الحمد علی ما وفقنی لتحریر ہذہ الرسالۃ المسماۃ بواقعۃ الفتوی دافعۃ البلوی سنہ 1297 من ہجرۃ خیر البریۃ علیہ وعلی آلہ واصحابہ الف الف صلوات

وتحیۃ۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم واغفر لنا وارحمنا انک علی کل شیٔ قدیر۔

المؤلف العاجز محمد نذیر حسین عافہ اللہ فی الدارین

سید محمد نذیر حسین

---

[1] عمل کے متعلق بغیر کسی دلیل کے کسی کے قول پر عمل کرنے کا نام تقلید ہے اور دلیل سے مراد وہی ادلہ اربعہ ہیں جن کی کتب اصول فقہ حنفیہ میں تصریح کی گئی ہے، جیسا کہ ماہران اصول اس کو جانتے ہیں۔

[2] جیسا کہ شریعت محمدیہ کے ماہرین مصنف مزاج پر یہ امر کوئی پوشیدہ نہیں ہے۔

[3] کہنے لگے کیا تو ہمارے پاس اس لیے آیا ہے کہ ہم کو ہمارے باپ دادا کے دین سے پھیر دے اور زمین میں تمہاری سرداری قائم ہو جائے، سو ہم تم پر ایمان لانے والے نہیں ہیں، حاصل کلام یہ ہے کہ انہوں نے دلائل کے مقابلہ میں اپنے باپ دادا کی تقلید سے تمسک کیا اور کہنے لگے کہ ہم اپنے باپ دادا کی راہ کو نہیں چھوڑیں گے (خلاصہ تفسیر کبیر)

[4] کہنے لگے اے شعیب کیا تیری نمازیں تجھ کو یہی سکھاتی ہیں کہ ہم اپنے باپ دادا کے معبودوں کو چھوڑ دیں اور اپنے مال میں حسب خواہش تصرف نہ کریں، اس میں انہوں نے اپنے باپ دادا کی تقلید کی طرف اشارہ کیا ہے اور تقلید آباء کے ترک پر حضر تشعیب پر خوردہ گیری کر رہے ہیں کہ ہم اس دین کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں اور یہ محض تقلید سے تمسک ہے۔ (تفسیر کبیر)

[5] آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مصائب میں مبتلا ہونے کی علت دین میں تقلید آباء اور ترک دلیل کو قرار دیا ہے، اگر قرآن میں اس آیت کے علاوہ اور کوئی آیت نہ ہوتی تو بھی تقلید کی بُرائی کے لیے یہ کافی تھی۔ (خلاصہ تفسیر کبیر)

[6] ایماندار اللہ کی محبت میں بڑے پختہ ہیں۔

[7] اللہ کا کہا مانو اور اس کے رسول کا کہا مانو۔

[8] آپ سے پہلے جتنے بھی رسول آئے ہیں وہ اسی لیے بھیجے گئے کہ خدا کے حکم سے ان کی اطاعت کی جائے، اس لیے کہ رسول کی اطاعت خدا کے حکم سے واجب ہے۔

[9] حاکم وہ ہے جو حکم صادر کرے اور حکم صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔ مسلم الثبوت میں ایسا ہی ہے۔

[10] حکم صرف اللہ تعالیٰ کا ہے اور اللہ کے سوا کسی کا حکم واجب القبول اور واجب الالتزام نہیں ہے، حکم، امر اور کسی کو کسی امر کا مکلف بنانا صرف اللہ کا حق ہے۔ (خلاصہ تفسیر کبیر)

[11] آپ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا، اگر تم کو کوئی دلیل مل جائے تو اس کے مطابق فتویٰ دیا کرو (خلاصہ در مختار) یعنی اگر کسی مسئلہ میں میرے قول کے خلاف کوئی دلیل مل جائے تو اس کے مطابق فتویٰ دیا کرو۔

[12] اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک دلیل آئی ہے اور تمہاری طرف روشن نور نازل فرمایا ہے، دلیل سے مراد آنحضرت ﷺ ہیں، اس لیے رکھا گیا کہ

آپ کا شیوہ ہی حق کے ثبوت اور باطل کے ابطال میں دلائل قائم کرنا ہے اور قرآن، نور مبین ہے۔ اس لیے کہ وہ دل میں نور ایمانی کے داخل ہونے کا سبب ہے۔ (خلاصہ تفسیر کبیر)

[13] اگر تمہارا کسی بات میں جھگڑا ہو جائے تو اس کو اللہ اور رسول کے پاس لے آؤ۔

فتاویٰ نذیریہ

جلد01